WWW.PAKSOCIETY.COM
فاخرہ گل
ناولٹ
آٹھویں قسط
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"دیکھا۔ چینا کے آئیڈیے سے کتنا فائدہ ہوا۔ آج اتنے سارے لوگوں نے رجسٹریشن کی فیس دی' تم خوش ہو نا ضمیر؟" کلائنٹس کے جانے کے بعد چینا نے ضمیر پر ہنس دیا۔

"سچ کہہ رہی ہو۔۔۔ میں تو اتنا خوش ہوں کہ ڈرتا ہوں' پاگل ہی نہ ہو جاؤں۔" وہ بھی مسکرائے۔

"اسی لیے تو کہتی ہوں کہ بیوی ہزار نعمت ہے۔"

"ہزار ہوں تو نا۔ اور وہ بھی اس لیے کہ کمپیٹیشن رہتا ہے۔" انہوں نے نئی منطق نکالی تھی۔

"شوہر کو بھی تو چاہیے نا کہ وہ بھی سب سے زیادہ پیار کرے۔"

"ہاں تو نوے فیصد شوہر بیوی کے علاوہ سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور باقی دس فیصد کی بیویاں انہیں سب سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔"

"چھوڑو بھی ضمیر' چینا کا تو خیال ہے کہ شوہر کو چاہیے بیوی کی ہر پسند ناپسند کو ہنسی خوشی اپنا لے۔ اس کا موڈ دیکھ کر بات کرے۔ جیسا کھانا وہ پکا کر دے ہنسی خوشی کھالے۔ خوامخواہ کی روک ٹوک نہ کرے اور مختصر یہ کہ بیوی کی ہر بات پر بس چپ چاپ اوکے کی مہر لگاتا جائے۔" شادی دفتر میں کی گئی تمام سجاوٹ کو دیکھتے ہوئے کریڈٹ لینے کے انداز میں چینا نے اسے اپنے مطابق ایک اچھے شوہر کی تمام خوبیاں بتائیں تو وہ حسب چڑ گیا۔

"میں تمہارا شوہر ہوں' لفافہ نہیں ہوں' جس پر تم اپنی مرضی کا ایڈریس لکھنا چاہ رہی ہو۔"

"اچھا چلو چھوڑو' چینا کی مانو تو یہ چڑچڑاہٹ ختم کرنے کے لیے ہم دونوں کو ہوٹلنگ کرنی چاہیے۔ چینا کا مطلب ہے Sunday کو تم اور Monday کو چینا ہوٹلنگ کرنے جائے گی۔" خوش ہوتے ہوئے ضمیر کو ایک دم اس کی بات کا مطلب سمجھ آیا تو چپ ہی لگ گئی۔

☆ ☆ ☆
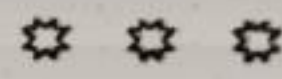
چینا نے علی کو فون کر کے بلایا تھا' تاکہ وہ فوراً" سے شادی دفتر میں آ کے رشتے کے لیے آئی لڑکی کے سامنے خود کو پیش کرے اور اس سے پہلے کہ وہ پرفیوم کا آخری اسپرے کر کے کمرے سے نکلتا۔ ایک بار پھر فون بجنے لگا۔

"ہیلو آپی کمانا آ رہا ہوں۔" دوسری طرف غیر متوقع طور پر چینا کے علاوہ کوئی اور تھا۔

"جی ہاں میں علی ہی بات کر رہا ہوں اور یہ ہی ایڈریس ہے۔"

"کیا میری لاٹری نکلی ہے؟ خوشی اور حیرت کے مارے علی کی آواز چنگچی کے ٹائر کی طرح پھٹ گئی تھی۔" لیکن میں نے تو کوئی الیکشن نہیں جیتا تو لاٹری کیسے نکلی؟"

"لیکن یار یہ سروس چارجز کچھ زیادہ نہیں ہیں؟" چلتے چلتے اس کے پاؤں کو بریک لگا۔

"نن نن نہیں نہیں۔۔۔ میں دے دوں گا سروس چارجز تم بس میری رقم کو امانت سمجھ کر اپنے پاس رکھنا۔"

"فون تو کھٹاک سے بند ہو گیا تھا' لیکن علی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر سروس چارجز کے لیے اسے پیسے دے گا کون؟ ضمیر بھائی' آپی' خالہ' چندا۔۔۔ ابا؟"

دھیرے دھیرے علی نے انہیں اپنی لاٹری نکلنے' کمپنی کی طرف سے فون آنے' سروس چارجز مانگنے اور اس کے پاس پیسے نہ ہونے کے بارے میں بتایا تو خالہ کا جوش بھی قابل دید تھا۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ فوراً" سے جا کر لاٹری کی رقم لے آئیں۔ "یہ بتا دو علی کہ میں نے کیا کرنا ہے؟"

"وہ جو آپ نے پہلے کبھی نہیں کیا؟" علی نے ان کے کان کے پاس جا کر کہا۔

"آرام۔۔۔؟"

"نہیں خالہ کام!"

"کام؟ میں تمہیں کام والی لگتی ہوں۔ دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟" وہ بدک سی گئی تھیں۔

اسی دوران اندھا دھند ویگن کی رفتار سے چینا اندرونی دروازے سے برآمد ہوئی۔

"علی' چینا نے کتنی دیر ہو گئی تمہیں فون کیا تھا کہ آجاؤ' لیکن تم نہیں آئے' آخر مسئلہ کیا ہے؟"

"آپی یہ خالہ۔۔۔ انہوں نے سب اگلوا لیا مجھ سے' انہوں نے موقع سے میرا فائدہ اٹھایا ہے آپی۔" اس نے ننھے سے معصوم بچے کی طرح شکایت کی' ورنہ دل تو چاہ رہا تھا دیوار پر سر ٹکراتا۔ اپنا نہیں خالہ کا۔

"ارے قسم لے لو چینا' میں نے کوئی دھوکے سے اس کا فائدہ نہیں اٹھایا۔ الزام لگا رہا ہے مجھ پر۔" چینا سخت جھنجلاہٹ کا شکار تھی۔

پہلے اس نے علی کا ہاتھ پکڑا اور تقریباً" گھسیٹتے ہوئے شادی

دفتر کی طرف چلی گئی۔ لڑکی والوں کو اتنی دیر سے، جو جتن کرکے اس نے روکا ہوا تھا یہ وہی جانتی تھی۔

☼ ☼ ☼

"ہیلو۔۔۔ اگر میں غلط نہیں تو آپ یقیناً "لڑکی ہیں۔" چینا نے اسے کمرے میں بھیج کر خود باہر اس لڑکی کے والدین کو بہلانے میں لگ گئی تھی اور اب علی سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر خود کو یقین دلا رہا تھا کہ یہ ہی لڑکی ہے۔

"جی ہاں آپ غلط ہی ہیں، کیونکہ میں تو بچی ہوں۔" ٹائٹ جینز پہنے اس لڑکی نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے ہوئے غرور سے جواب دیا تو علی کو دلچسپی محسوس ہوئی۔

"اوہ اچھا اچھا تو آپ بلکہ تم وہ بچی ہو جس کے بارے میں لڑکوں کے درمیان بات ہو رہی ہوتی ہے کہ یار بچی بڑی زبردست ہے۔ بچی کا نمبر ملے گا یا یونی ورسٹی میں نئی بچی آئی ہے دیکھی؟ سچ بتاؤ تم وہی بچی ہو یا پھر بچی کچھی ہو؟"

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے؟ یعنی ہم ایک دوسرے سے رشتے کی غرض سے مل رہے ہیں اور تم ہو کہ اس طرح کی فضول باتیں کرکے وقت برباد کر رہے ہو۔" وہ یقیناً "تکرار ہاؤس میں گفتگو کے طول و عرض سے واقف نہیں یعنی جب ہی آغاز میں گھبرا گئی تھی۔

"مجھے تو اسی طرح کی باتیں کرنا آتی ہیں۔ بلکہ مجھے کیا ہمارے گھر میں تو فیشن ہے، اس طرح کی بات چیت کرنے کا" علی نے خطرہ 440 والٹ سے آگاہ کیا۔ مقصد صرف اور صرف اسے ٹالنا اور بھگانا تھا، ورنہ لڑکیوں سے بات کرنے میں تو وہ کافی ماہر تھا۔

"تمہارا گھر ہے یا چڑیا گھر؟" وہ چڑ کر کھڑی ہو گئی تو علی نے گہرا سانس لیا۔

"بس کردو، بس کردو، بس۔۔۔" دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے وہ زور سے چیخی تھی۔ اتنی زور سے کہ باہر بیٹھے ضمیر بھائی، چینا اور اس کی لڑکی کے ممی ڈیڈی جن کے چہرے کے تاثرات سے صاف لگتا تھا کہ وہ شادی دفتر میں نہیں، بلکہ کسی میٹرنٹی ہوم میں خبر کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ اب جو ایک دم اندر سے آوازیں آنا شروع ہوئیں تو آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے اٹھ کر اس کمرے کا دروازہ کھولا جس سے آوازیں آرہی تھیں۔ چینا نے تو اچھا ہی کرنا چاہا تھا، لیکن دروازہ پوری قوت سے کھولنے کے بعد جب سب اندر داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اندر صرف علی ہی موجود تھا جو بوکھلاہٹ کے عالم میں دروازے کے پیچھے کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ معمہ کھلا تب جب ایک بار پھر اسی لڑکی کی ہائے ہائے کرنے کی آوازیں آنے لگیں یعنی کہ وہ عین اس وقت دروازہ کھولنے لگی تھی، جب چینا نے پوری قوت سے باہر کی طرف سے دروازہ اندر مارا جو اس کی پیشانی پر لگ کر پریشانی میں مبتلا کر گیا۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔۔ یہ میری بچی کا کیا حشر کر دیا تم لوگوں نے ظالمو۔" ماڈرن ماں نے لپک کر چھوٹی سی کرتی پہنے اپنی بڑی سی بیٹی کو اٹھایا اور سینے سے لگا لیا۔

"میں پریس کانفرنس کروں گی، میڈیا بلاؤں گی، پولیس بھیجوں گی، اوہ مائی گاڈ۔"

"علی، چینا کو کچھ بتاؤ کہ آخر یہ سب چکر کیا ہے۔ تم نے اندر کیا کہا اسے؟ اور یہ۔۔۔ یہ کیا کہہ رہی تھی، کیوں چلا رہی تھی؟" چینا اور ضمیر بھائی کو شادی دفتر کا مستقبل تاریک معلوم ہو رہا تھا۔

"ارے یہ کیا بتائے گا بدھو۔۔۔ اب تو میں بتاؤں گی ساری دنیا کو۔۔۔" زخم خوردہ آواز ابھری۔

"اب میں دیکھتی ہوں کہ تم لوگ یہ میرج بیورو کیسے کھولتے ہو، چلو پنکی۔" ممی ڈیڈی کے ساتھ پنکی تو چلی گئی، لیکن ضمیر بھائی اور چینا آپی کا غصہ نہ گیا۔ ضمیر بھائی پاؤں پٹختے ہوئے گھور کر باہر چلے گئے تو علی بولا۔

"آپی گولی ماریں ان سب کو، پلیز مسکرائیں، تاکہ میں آپ کو ایک خوش خبری سناؤں۔"

"تم اور خوش خبری؟" حیران ہوتے ہوئے بھی خوش خبری کے لیے وہ مسکرائی۔

"آپی شادی دفتر کا خیال ذہن سے نکال کر میری بات سنیں۔۔۔ کہ میں دراصل زندگی میں اونچا مقام حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لیے مجھے آپ کی مدد چاہیے۔"

"اونچا مقام چاہیے تو کھجور کے درخت پر چڑھ جاؤ نا۔ مقام بھی اونچا، قیام بھی اور طعام بھی اعلا۔"

"اوہو آپی! آپ سمجھ نہیں رہیں نا۔" اسے چینا کی ذہنی حالت پر ترس آیا۔

علی نے مکمل تفصیل سے لاٹری کے متعلق بتایا۔

"واؤ۔۔۔ واؤ یعنی واؤ۔۔۔ یہ تو بہت خوشی کی بات ہے، لیکن۔۔۔ چینا تو خود ضمیر کی مقروض ہے۔"

"ارے آپی۔۔۔ ضمیر کے مقروض تو ہم سب ہی ہیں۔" علی نے زبردستی سنجیدہ ہونا چاہا، لیکن اس وقت چینا کا

ایموشنل ہونے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ اسی لیے فوراً" وضاحت کی۔

"کچھ کریں آپی' پلیز کچھ کریں۔" علی اس قدر دکھی موسمی طور پر ہی ہو ا تھا سو چینا کا چونکنا لازم تھا۔

☼ ☼ ☼
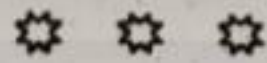
"پتری کدر ے جا رہی ہو؟" ابا نے کچن کا تنقیدی جائزہ لینے کے بعد چندا کے کمرے میں یوں قدم رکھا جیسے اعلا حکمران سیلابی علاقوں میں رکھتے ہیں۔ سونے پہ سہاگہ سامنے ہی چندا ادھر ادھر کچھ ڈھونڈتی ہوئی پائی گئی۔

"نہیں ابا... میں تو نہیں جا رہی کہیں۔"

"لگتا ہے کچھ ڈھونڈ رہی ہو۔" انہوں نے اندازہ لگا کر منہ کینیا کے نقشے جیسا بنا لیا تھا۔

"جی ابا! وہ میں نے رکھی تھی یہاں کریم... آپ نے تو نہیں دیکھی کہیں؟"

"کریم تے میں نے دیکھی ہے' پر گھر وچ کریم لگانے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں میں؟"

"جی جی ابا... پوچھیں۔" وہ مطمئن ہو گئی تھی کہ کریم مل گئی ہے' لیکن پوچھنے کی اجازت ملنے پر بھی ابا نے صرف گھورنے سے کام چلا کر ڈریسنگ ٹیبل کے سب سے نچلے دراز سے کریم برآمد کر لی۔

پتری کہ میں تیرا باپ ہوں اور تیرے بارے وچ سوچنا تے میرا فرض ہے نا... ایس لئی میں نے سوچیا ہے کہ پڑھائی شڑھائی اپنی جگہ تے پر اب تیری زندگی نوں کسی ساتھی دی ضرورت ہے' جو دن رات تیرے ساتھ رہے اک دوست بن کے... تیرا ایس بارے وچ کیا خیال ہے۔"

"ابا... جو آپ کی مرضی ہے نا' وہی ہے میری مرضی' نہ پہلے کبھی آپ کے کسی فیصلے کے آگے کیا ہے انکار اور نہ ہی کروں گی آئندہ۔" ابا کی اتنی کھلی رائے مانگنے پر تو شرمانا بنتا تھا' اس لیے وہ کھلی آنکھیں جھکا کر شرمائی۔

"تے بس پھر ٹھیک ہے پتری' تو اپنی طرف سے تیاری رکھیں' ویسے تے دونے گھر اوپر نیچے ہی ہیں۔ پر فیر وی ذرا رسم و رواج تے کرنے ہی پڑتے ہیں نا اور فیر یہ بات تے تو جانتی ہے نا کہ یہ لوگ مجھے پسند شسند نئیں' پر دیکھ لے تیری خاطر تیرا ابا ایہہ قربانی وی دے کے مطمئن ہے' کوئی گل نیئں۔"

"ابا... آپ ہیں واقعی ایک عظیم انسان' مجھے آپ کی بیٹی ہونے پر ہو رہا ہے فخر۔"

"او چل کوئی گل نئیں... خیر ہے کدی کدار ہو جاتا ہے فخروی' تو تا پریشان ہو۔" ابا نے تہبند سنبھالا اور مستقبل کے منصوبے بناتے کمرے سے نکلتے نکلتے پھر ایک دفعہ مڑے اور چندا کو دیکھا جو اس وقت اتنی خوش تھی جیسے کپڑوں کی دکان پر ساٹھ فیصد سیل دیکھ آئی ہو۔ ابا کو یہ تو پتا تھا کہ وہ ان کے فیصلے سے خوش ہو گی۔ لیکن اس کے اس قدر خوش ہونے کی امید ابا کو ہرگز نہیں تھی۔ جب ہی اس کی خوشی اور حیرت کو مزید دگنا کرنے کا سوچتے ہوئے ایک اور فراخدلانہ آفر کر کے یقیناً" اسے بے ہوش کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

"اچھا... ایسا کر جا کے اس شتومبڑے کو وی بتا دے میرے اس فیصلے کا۔"

"شتومبڑے؟" چندا کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ لقب کسے عطا کیا گیا ہے۔

"اوئے آہو... علی دی بات کر رہا ہوں میں' تو بے شک اوس شتومبڑے کو بتا دیں' تاکہ کام وچ دیری نہ ہو۔ تے وہ سب وی اس کام وچ راضی ہوں۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔"

ابا تو بات ختم کر کے چلے گئے تھے' لیکن چندا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کس طرح اچھل کود کرے' ناچ گائے' شور مچائے اور سب کو بتائے کہ واقعی جگہ بدلنے سے انسان کے ذہن پر کتنے مختلف اثرات پڑتے ہیں۔

"تے ہاں اک ہور گل..." ابا آتی جاتی لائٹ کی طرح بار بار آ جا رہے تھے۔ چندا پھر چونکی۔ "کوئی چیز شیز منگانی ہوئی نا تے مجھے بتائیں' فیر عین ٹیم پر مشکل وی ہو جاتی ہے اور ایویں ای خاہ مخواہ کسی کا سان (احسان) وی لینا پڑتا ہے۔ میں آپ جو ہوں سارے کم ختم کرنے کے لیے۔"

"ابا... کیا میں دیکھ رہی ہوں کوئی خواب؟"

"او نئیں پتری... وہ دراصل شادی کوئی روز روز تو نیئں نا ہوتی' بس ایسے لئی۔" بات کر کے وہ پھر غائب ہو گئے تھے اور چندا نہ صرف یہ کہ علی کو ساری صورت حال بتانے کے لیے بے چین ہو گئی تھی' بلکہ ساتھ ساتھ یہ بھی سوچنے لگی تھی کہ اس خاص موقع سے پہلے ابا سے کروایا جانے والا کام کون کون سا ہے۔

☼ ☼ ☼

علی اور چینا سروس چارجز دینے کے لیے روپوں کی تلاش میں عین اس وقت بیڈ روم کے باہر کھڑے تھے جب ضمیر بھائی "دل کے ارماں آنسوؤں میں بہ گئے۔" دل ہی دل میں گنگناتے ہوئے اب اکیلے ہی شادی دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔

ادھر چینا نے دبے پاؤں اپنے ہی بیڈ روم میں جاکر ضمیر کے موجود نہ ہونے کی تیقین دہانی کی اور پھر علی کو بھی بلانے کے بعد بولی۔

"آجاؤ آجاؤ' شکر ہے کہ ضمیر نہیں ہے۔"

بات کرنے کے ساتھ ساتھ وہ بڑی تیزی سے ضمیر کا والٹ بھی ڈھونڈ رہی تھی اور ایک دم اس کے ہینگر میں موجود کوٹ کی جیب سے والٹ نکل بھی آیا جبھی اس نے خوشی سے یاہو کا نعرہ بھی لگا دیا۔

"والٹ تو مل گیا ہے آپی' لیکن اب اس کے اندر سے بھی تو کچھ ملے ناں' یہ تو دور سے دیکھنے میں ہی ضمیر بھائی کے منہ کی طرح پتلا اور دماغ کی طرح خالی لگ رہا ہے۔"

"علی تم بھی ناں... کم از کم کام نہیں تو چینا کی طرح باتیں ہی اچھی کرلیا کرو۔"

ابھی چینا کے جذباتی ہونے کی باری آئی تھی کہ غیر متوقعہ طور پر ضمیر بھائی کمرے میں آگئے اور جیسے ہی آئے وہ تو کلینک کے مقابلے میں یہاں بجلی ہونے اور کمرہ ٹھنڈا ہونے سے پرسکون ہوئے تھے لیکن وہ دونوں بوکھلا گئے تھے اور اتنا بوکھلائے کہ علی نے تو باقاعدہ سلام بھی کرڈالا۔

"وہ... ضمیر بھائی... السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ۔"

"لاحول ولا..." علی کے قریب سے گزر کر صوفے پر جاتے جاتے وہ درمیان میں ہی رکے اور بولے "تمہیں کسی نے پانی سے پرہیز بتایا ہے کیا؟" "ارے یار بندہ کم از کم ہفتے بعد ہاتھ منہ ہی دھو لیتا ہے۔"

"جب منہ روز دھونے سے بھی ویسا ہی رہنا ہو تو پھر بھلا فائدہ روز دھونے کا؟" علی نے مائنڈ کیا۔ "اور ویسے بھی بندہ باہر جائے تو صاف ستھرا ہو بھی جائے اب گھر میں ہی رہنا ہو تو بھلا کیا فائدہ۔"

"چینا... فضول باتیں چھوڑو' یہ اس وقت ہمارے کمرے میں کیا کررہا ہے؟"

"ابھی تو خاموش کھڑا ہے آدھا منٹ پہلے تم سے باتیں کررہا تھا۔"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ مجھ سے پہلے تم دونوں کیا کررہے تھے؟" دانت پیستے ہوئے علی کو دیکھا۔

"اسی دوران ضمیر بھائی کی نظر اپنے نیچے گرے ہوئے ادھ کھلے والٹ پر پڑی تو فوراً جاکر اٹھایا۔

"یہ... یہ میرا والٹ... نیچے...؟"

"وہ... وہ دراصل ضمیر بھائی آپ کو تو پتا ہے ناں کہ پیسے آپی کے ہاتھ کی میل ہوتے ہیں... تو... تو وہ آپی کو ناں اپنے ہاتھ بہت میلے لگ رہے تھے اور یہ آپ کے پیسوں سے ہاتھ دھونا چاہتی تھیں۔"

"ہاں ضمیر... تمہیں پتا ہے ناں چینا کتنی صفائی پسند ہے۔" وہ بات کور ہوجانے پر مسکرائی۔

"پتا ہے' پتا ہے... اسی لیے صفایا کرنے کے لیے ملازم بھی رکھا ہوا ہے۔" ضمیر بھائی نے علی کی طرف دیکھتے ہوئے اشارتاً "اسے ملازم کہا۔

"واہ ضمیر... شوہر ہو تو تمہارے جیسا... یعنی خود کو چینا کا ملازم کہتے ہوئے بھی تمہیں شرم نہیں آتی کاش چینا تمہیں ویری بولڈ کہہ سکتی۔"

"ضمیر بھائی... ملازم کہیں کے۔" چینا کے بات ختم کرتے ہی علی نے بھی بے عزتی فنڈ میں حصہ ڈالا۔

"اب جاؤ گے بھی یا کیدو کی طرح چوکیداری ہی کرتے رہو گے ہماری؟"

"ضمیر... کیا کہہ رہے ہو؟ یہ چینا کا بھائی ہے۔"

"اسی لیے تو کیدو نہیں کہا ناں کیدو کی طرح کہا ہے۔"

ضمیر بھائی کی وضاحت پر چینا مسکرانے لگی۔

"کاش چینا تمہیں آئی لو یو کہہ سکتی۔" چینا کے یوں پیار سے دیکھنے پر ضمیر بھائی اس کی طرف پیش قدمی کرتے کرتے علی کو دیکھ کر پھر رک گئے جو ابھی تک کھمبا بنا وہیں کھڑا ہوا تھا اور ایسے کھڑا ہوا تھا کہ لگتا کھڑا ہوا نہیں بلکہ جما ہوا ہے۔ وہیں سے اشارہ کرکے اس نے چینا کو یاد دلایا کہ موقع اچھا ہے۔ پیسے مانگ لیں۔

"وہ ضمیر... دراصل علی کو کچھ تھوڑے سے پیسے چاہئیں۔" سونف مسلنے کے انداز میں چینا نے ہاتھ مسلے تو ضمیر بھائی کو مزید غصہ آگیا۔

"علی کو؟ حرام کے پیسے نہیں ہیں میرے پاس۔" بات کرکے ان کا خیال تو یہی تھا کہ وہ غصے میں کمرے سے نکل جائیں لیکن نہیں جانتے تھے کہ ایک آفت خالہ کے روپ باہر بھی کھڑی ہے اور جیسے ہی انہوں نے دروازہ کھولنے کے لیے ہینڈل پر ہاتھ رکھا وہ باہر سے دروازہ کھولنے کم اور

مارنے کے انداز میں زیادہ اندر داخل ہوئیں۔ ضمیر بھائی نے بمشکل لڑکھڑاتے ہوئے اپنا ماتھا تھاما۔ مگر یہ پوچھنے کا وقت بھلا کس کے پاس تھا کہ انہیں چوٹ لگی یا نہیں۔

"ضمیر دے دو نا پلیز۔۔۔"

"نہیں دوں گا' نہیں دوں گا' نہیں دوں گا۔۔۔ آخر میری اپنی کمائی کے ہیں۔ کیسے دے دوں؟"

"ہائیں۔۔۔ یہ تمہاری تائی کب رکھوا کر گئی ہے؟" خالہ نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر یوں چھینک ماری کہ سامنے کھڑی چینا کا فری میں منہ کھل گیا۔

"تائی کے نہیں ہیں خالہ کمائی کے ہیں۔" ماتھا سہلاتے ہوئے وہ بلبلائے۔

"کبھی تائی کبھی نائی۔۔۔ سیدھی طرح بتاتے کیوں نہیں ہو کس کے پیسے ہیں؟" خالہ کو غصہ بس تقریباً" آہی گیا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی مزید کاری وار کرتیں چینا بولی۔

"چینا کا تو مشورہ ہے کہ ضمیر بس اب پیسے دے بھی دو' ورنہ خالہ کہاں چھوڑیں گی۔"

"اوہ میرے خدا۔" ضمیر بھائی کو اپنا دماغ موت کے کنویں میں گھومتا محسوس ہوا تو فورا" ہی والٹ سے سو کا نوٹ نکال کر علی کی طرف بڑھایا۔ جو علی نے تو فورا" ہی پکڑ لیا مگر چینا بولی۔

"ضمیر۔۔۔ تم نے سو کا نوٹ علی کو ہاتھ صاف کرنے کے لیے دیا ہے؟"

"ہاں تو اور کیا آپی' دیکھ لیں یہ ہے آپ کی اوقات۔"

"علی جو چیز ہے ہی نہیں اس کے بارے میں بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔" چینا کے بولنے سے پہلے ہی ضمیر بھائی بول اٹھے تھے۔

"ہاں ضرورت تو بس اب اوپر جانے کی ہی ہے۔۔۔ اور میں اوپر جا رہا ہوں۔"

"نہیں علی نہیں۔۔۔ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے اوپر جانے کی۔۔۔ اتنا جذباتی نہ بنو چینا کے بھائی کاش کہ چینا تمہارے ساتھ ہوتی نا انصافی روک سکتی۔۔۔" چینا دل جمعی سے رونا شروع کرنے ہی والی تھی کہ علی نے معاملہ کلیئر کیا۔

"اوہو آپی میں اوپر والے پورشن میں جا رہا ہوں۔"

"کیوں؟" ان کی ٹوٹیاں ٹھیک کرنی ہیں؟" ضمیر بھائی نے طنز کیا۔

"رکو رکو میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی کیونکہ مجھے سب پتا ہے کہ تم وہاں بھی پیسے مانگنے جاؤ گے۔۔۔ اور اگر خدانخواستہ انہوں نے تمہیں پیسے دے ہی دیے تو اتنی بڑی رقم لے کر اکیلے نیچے آنا بھی تو ٹھیک نہیں ہے ناں۔"

خالہ ان لوگوں میں سے تھیں جو بیمار پرسی کرنے کے بہانے کئی لوگوں کی موت کا احوال سنا آتے ہیں۔

"پیسے پیسے پیسے۔۔۔ مجھے بھی تو سمجھ آئے ناں کہ آخر ان پیسوں کا کرنا کیا ہے تم نے؟" ضمیر بھائی نے آخر پوچھ ہی لیا تھا کیونکہ جس پیمانے پر پیسوں اور پیسے ادھار دینے والے بندے کی تلاش جاری تھی اور شادی دفتر بند ہونے کے نقصان سے آنکھ چرائی گئی تھی اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہے۔ جس کی پردہ داری ہے۔

"کوئی بتائے گا کہ ان پیسوں سے کیا کیا جائے گا؟"

"جی ہاں میں بتاؤں گا۔" علی نے نوکیلے کیل کے سرے جیسا منہ بنایا۔

"ان پیسوں سے آپ کو زکواۃ دی جائے گی۔" بات ختم کر کے علی فورا" ہی کمرے سے نکل کر اوپر والے پورشن کی طرف بڑھا۔ آٹومٹک دروازے کی طرح خالہ بھی اس کے پیچھے ہی تھیں۔ ادھر ضمیر بھائی کی بے چینی بھی عروج پر تھی لہٰذا چینا نے انہیں تفصیل سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھا۔

☆ ☆ ☆

ایک زمانہ تھا جب لوگ پیار میں اندھے ہوا کرتے تھے لیکن اب تو تتلے ہوتے ہیں اور اس کی تازہ ترین مثال علی تھا جو چندا کو سامنے پا کر عجیب سا ہو گیا تھا۔

"ہیلو میلی پالی شی چندا۔۔۔" اور اس سے پہلے کہ چندا ابھی کچھ شرماہٹوں اور گھبراہٹوں کے ساتھ علی کو ساری بات بتاتی۔ علی کے پیچھے سے خالہ کا نمودار ہونا تھا' منہ کا ذائقہ ہی بگاڑ گیا۔

"تمہارے ابا ہیں۔۔۔؟" علی نے اگربتی کی تیز خوشبو کی طرح زبردستی محبت بکھیرنے کی کوشش کی تھی' جواب میں چندا نے برا سا منہ بنا کر نفی میں سر ہلا دیا کہ وہ تو آج علی سے بالکل اکیلے میں بات کرنا چاہتی تھی مگر ساتھ ہی خالہ کو دیکھا تو ماحول بگڑتا ہوا لگا اور یہ جان کر کہ وہ اس وقت گھر میں اکیلی ہے علی شدید خوشی سے کچھ بولنے ہی والا تھا کہ خالہ نے غم سے کہا۔

"انا للہ وانا علیہ راجعون۔۔۔ وہ کب چلے گئے ایسے چپ چاپ بنا بتائے۔"

"خالہ وہ اس گھر سے گئے ہیں دنیا سے نہیں گئے۔" علی نے دانت پیسے۔

"خالہ آپ یہاں سے جاتی ہیں یا ہم چلے جائیں؟"

علی نے ان کا ہاتھ پکڑا اور زبردستی دروازے کے سامنے کھڑا کر دیا۔

"بس۔۔۔ اب آپ تھوڑی دیر یہیں رہیں خالہ کیوں بنا بنایا کام بگاڑنا چاہتی ہیں؟" اور خالہ کو افسردہ چھوڑ کر علی دوبارہ چندا کے کمرے میں جا کر دروازہ بند کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھا جو اب تک ایسا منہ بنا کر کھڑی تھی جیسا عام طور پر زیادہ تعداد والی کلاس کی ٹیچر کا چھٹی کے وقت ہوتا ہے۔

"میں خالہ کو باہر چھوڑ آیا ہوں چندا۔۔۔ کیونکہ میں یہ بات خالہ تو کیا کسی بھی اور کے سامنے نہیں کر سکتا تھا۔" علی کے انداز نے چندا کو چونکا دیا اور باوجود اس کے کہ وہ خود اسے ابا والی بات بتانے کو بے چین تھی لیکن اب تو دل چاہتا تھا کہ بس علی ہی بولے۔

"کیا بات ہے ایسی علی؟"

"چندا وہ ناں دراصل مجھے۔۔۔" علی نے ایک بار مڑ کر بند دروازے کو دیکھا۔

"چندا وہ۔۔۔ دراصل۔۔۔ مجھے تم سے۔۔۔ ادھار چاہیے تھا۔"

"کیا۔۔۔؟" اپنی توقعات کے بالکل ہی برعکس بات سننے پر اب وہ بھرپور طریقے سے غصے میں تھی۔ دوسری طرف خالہ جو دروازے سے کان لگائے کھڑی تھیں ہمیشہ کی طرح دھڑام سے دروازہ کھول کر گرنے کے انداز میں اندر داخل ہوئیں اور آتے ہی سب سے پہلے تو دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اور بولیں۔

"واہ واہ واہ یعنی تمہیں چندا سے پیار چاہیے تھا۔"

"ارے نہیں خالہ میں نے تو۔۔۔" علی نے بے چارگی سے دیکھا۔

"مجھے تو تم کچھ اور کہہ کر لائے تھے ناں اب یہاں آ کر پیار مانگ رہے ہو؟"

"ہونہہ۔۔۔ میں بھی کوئی اس کے پیار کے لیے نہیں جا رہی مری۔" چندا نے غصے سے علی اور خالہ کو دیکھا اور کمرے سے نکل گئی۔ خالہ نے بھی سر کھجایا اور بولیں۔

"ضرورت بھی کیا ہے مری جانے کی۔ جب ہمیں کراچی میں ہی تھوک کے حساب سے پیار مل رہا ہے۔ اور اب تو مجھے بھی مل گیا ہے۔" خالہ نے اپنے ہی حساب سے بات کی جبکہ علی یوں ایک دم بات بگڑ جانے پر بے حد پریشان تھا۔

☼ ☼ ☼
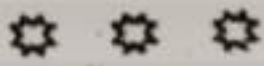
ضمیر بھائی اور چینا بڑی ہی بے چینی سے لاؤنج میں علی کی طرف سے آنے والی خبر کا ایسے انتظار کر رہے تھے گویا وہ ہاسپٹل کے لیڈیز وارڈ میں کھڑے ہوں۔ اسی دوران علی کے بجائے چندا کو سیڑھیوں سے اترتا دیکھا تو بڑے جوش سے اس کی طرف بڑھے۔

"ہاں چندا' بتاؤ کیا ہوا؟" چینا بہت ہی بے چین تھی۔

"آپی میں گھر سے آ رہی ہوں' نہیں آ رہی کسی آپریشن تھیٹر سے۔"

"چینا کا مطلب ہے علی کا کچھ ہوا؟ وہ اسی امید سے تو تمہارے پاس گیا تھا ناں۔"

"جی نہیں میرے پاس تو وہ گیا تھا ادھار مانگنے۔" ضمیر بھائی کے سمجھانے کی کوشش پر وہ بولی۔

"ہاں تو میں کب کہہ رہا ہوں کہ وہ تمہارے پاس کپڑے استری کرنے گیا تھا۔ تم بس یہ بتا دو کہ تم نے اسے رقم دی کہ نہیں؟"

"رقم؟ میرے پاس نہیں ہے اس کے لیے ایک پیسہ بھی۔" وہ آگے بڑھی۔

"ارے ناراض نہ ہو چندا اس کے لیے نہیں ہے تو چینا کو ہی دے دو' اس بے چارے کی لاٹری تو نکل آئی لیکن شاید وہ لاٹری کی رقم نہ لے سکے۔" چندا باہر جاتے جاتے مڑ کر پھر واپس آئی۔

"علی کی پورے دو لاکھ روپے کی لاٹری نکلی ہے' لیکن پہلے سروس چارجز کے پچیس ہزار بھی دینے ہیں اور خود مجھے جب سے پتا چلا ہے ناں میں نے تو پندرہ ہزار چینا کو دے بھی دیے اب باقی کچھ تم دے دو اور یقین رکھو کہ جتنے دو گی اس کے ڈبل واپس ملیں گے۔"

شاید تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا جب ضمیر بھائی علی کی حمایت میں بول رہے تھے اور بے دریغ بول رہے تھے۔ چینا نے بھی سائیڈ پوز پر یقین کرنے کے بجائے سامنے سے آ کر دکھا تب مانی۔

چندا نے فوراً ہی پرس میں ہاتھ ڈالا اور پھر باہر بھی نکال

لیا۔ ضمیر اور چینا کو ان ہاتھوں میں پیسے دیکھ کر یقیناً "بے حد عجیب لگ رہا تھا کیونکہ ان کے نزدیک چندا کے ابا کے ہوتے ہوئے چندا کے ہاتھوں میں پیسے نظر آنا ایسا ہی تھا جیسے چڑیا کا تیرنا...!

"یہ لیں' بل کے پیسے تھے جو میں جا رہی تھی جمع کروانے۔ لیکن لے لیں آپ۔"

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو چندا؟" چینا نے لمحہ بھر بھی ضائع کیے بغیر اس کے ہاتھ سے پیسے جھپٹ لینے کے بعد پوچھا تو چندا شرما شرما کر بھی ویسی ہی رہی۔

"یہ سچ ہی ہے آپی' کیونکہ بل سے کہیں زیادہ اہم ہوتا ہے یہ دل۔"

"ہاں بالکل... کم از کم اپنا جو ہوتا ہے۔" ضمیر بھائی نے بھی عاشقانہ نظروں سے چندا کو دیکھنے کا ارادہ ترک کر کے اسی موڈ اور انداز کے ساتھ چینا کو دیکھا کیونکہ بہرحال اس وقت اس کے ہی پاس پیسے تھے اس لیے عزت اور محبت کی بھی صرف وہی حق دار تھی۔ اسی دوران باہر بیل ہوئی اور اس کے ساتھ ہی خالہ اور علی گرتے پڑتے سیڑھیوں سے نیچے اترتے دکھائی دیے۔

"اور ہاں میں کروں گی کوشش' اگر ابا سے بھی کچھ پیسے مل گئے تو دے دوں گی وہ بھی۔"

"ہائے اللہ چندا تم کتنی اچھی ہو... کاش چینا تمہیں بھابھی کہہ سکتی۔"

چینا کے والہانہ انداز پر چینا منہ میں انگلی دبائے سیڑھیوں سے اپنے پورشن کی طرف لپکی۔

"ہاں تو کہہ دیں آپی' آپ کو روکا کس نے ہے؟" علی خالہ کے سائے سے نکل کر آیا۔

☆ ☆ ☆
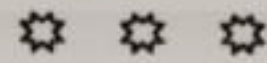
ابا کو بچپن سے ہی مشہور ہونے کا بہت شوق تھا۔ چاہتے تھے کہ لوگ ان کو موضوع بحث لایا کریں اور ان کے بارے میں بات کیا کریں۔

ابھی وہ اپنے بیڈ روم میں داخل ہوئے ہی تھے کہ چندا بھی ان کے پیچھے پیچھے چلی گئی۔

"ابا۔ وہ مجھے چاہیے تھے کچھ پیسے؟"

"کش؟ پتری سارا کش ای تیرا اے۔" وہ مسکرائے۔

"وہ تو معلوم ہے مجھے' لیکن ابا مجھے ابھی چاہیے ناں' ضرورت ہے ابھی۔"

"او پتری' ضرورت ہے تے منگ لے' شرماتی گھبراتی کیوں ہے۔" انہوں نے تکیے کے نیچے رکھا موبائل دیکھ کر کسی کال کے آنے نہ آنے کی تصدیق کی باوجود اس کے کہ بیٹری کی بچت کے لیے فون پاور آف تھا۔

"مانگ تو رہی ہوں ناں ابا... دے دیں ناں۔"

"پتری' پیسے نہ منگ' پیسے ملنے کی دعا منگ دعا۔ ہاتھ اٹھا کے بول یا اللہ مجھے پیسے دے۔"

"ابا' آپ بھی لگوا لیا کریں ناں کبھی پیسوں کو ہوا۔" اسے غصہ آگیا تھا۔

شاواشے... اتنی گرمی وچ خود ہمیں ہوا نئیں لگ رہی' تیرا دل ہے جو تھوڑی بہت ہوا ہے وہ بھی پیسوں کو لگوا دوں تے خود سک سڑ جاؤں؟"

"ٹھیک ہے ابا' جب دے گا ناں علی مجھے پیسے تو میں بھی نہیں دوں گی ایک روپیہ بھی۔"

"علی دے گا؟ کیوں اور مزاروں کے باہر بیٹھنے لگ گیا ہے کیا؟" ابا نے ہنسی اڑائی۔

اس کی نکلی ہے لاٹری اور لاٹری بھی نکلی ہے فون سے اور جب اسے ملیں گے ناں پیسے تو نہیں دے گا وہ آپ کو بھی۔"

"اچھا تیرا مطلب ہے کہ فون سے لاٹری وی نکل سکتی ہے؟"

"جی ابا... یہ دنیا ہے یہاں بہت کچھ ہو سکتا ہے۔" بات ختم کر کے چندا تو غصے سے کمرے سے نکل گئی۔ لیکن ابا کو ایک نئی سوچ میں ڈال گئی تھی انہوں نے بڑی محبت بھری نظروں سے سامنے رکھے شاپر میں رکھے اپنے موبائل فون کو دیکھا اور پھر گردن موڑ کر الماری کو لگے موٹے تالے کو' اب تک انہیں یہ اطمینان تھا کہ چندا نے وہ انگوٹھی نہیں دیکھی' جو وہ اسے سرپرائز دینے کے لیے خصوصاً "منگنی کی رسم کی وجہ سے لائے تھے۔ مگر کچھ دیر بعد حیران پریشان نیچے چلے آئے' جہاں سب بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔

"ابا... کیا آپ آئے تھے کوئی بات کرنے؟" چندا نے ابا سے اچانک پوچھا۔

"نئیں نئیں پتری میں تے ذرا بور ہو رہا تھا ناں تے سوچیا کہ نیچے جا کے کر بیستی شستی کروا آؤں۔" انہوں نے گہرا طنز کیا تھا لیکن بھلا چندا کو یہ گہری باتیں کب سمجھ آئی تھیں۔

"ارے تو آپ نے چندا سمیت سب کو اوپر ہی بلا لینا تھا

ناں' خوامخواہ تکلیف کی۔"

"تکلیف کا تو کوئی مجھ سے پوچھے تے فیر میں بتاؤں ناں۔" پریشانی میں ان کا منہ انیس سو ستر کی فلموں میں موجود ایکسٹراز جیسا ہو گیا تھا۔

"تو آپ کا کیا خیال ہے کہ اب تک ہم محلے والوں سے بات کر رہے تھے۔" علی نے موبائل پر ٹائم دیکھا۔

"توں تے چپ کر جا چوٹھیا (جھوٹے) ہمیں کہتے ہو کہ لاٹری فون سے نکلی ہے۔ ہونہہ۔"

"تو آپ کا کیا خیال ہے کسی دراز سے نکلی ہے؟"

"چل من لیا کہ تیری لاٹری فون سے نکلی ہے پر فیر میری کیوں نئیں نکلی... میں وی تے اپنا سارا فون کھول کے رکھ دتا اے' پر اس نکی جی نکی (سم) دے علاوہ کش وی نئیں نکلیا۔" ابا نے موبائل کی باقیات ٹیبل پر یوں رکھیں جیسے پولیس والے پریس کانفرنس کے وقت اسلحہ سجا کے رکھتے ہیں۔ علی نے ضمیر بھائی کو اور ضمیر بھائی نے علی کو ترحم آمیز نظروں سے دیکھا۔

"ہاں علی... چندا کے ابا کہتے تو ٹھیک ہیں... ان کی لاٹری کیوں نہیں نکلی۔" خالہ نے اپنی طرف داری ظاہر کرنے کے لیے ابا کی طرف سے سوال کیا۔

"او خالہ کمپنی کمپنی کا فرق ہوتا ہے ناں... اب اس میں میرا کیا قصور؟"

"ہاں فتور تو تم نے کوئی نہیں ڈالا اس بات کی تو میں بھی گواہ ہوں۔ سنیں' اس میں علی کی کوئی غلطی نہیں ہے۔" خالہ نے ابا کو دلاسہ دیا اور خالہ کی میٹھی سی آواز نے تو گویا ابا پر ایسا اثر کیا کہ فوراً" ہی اپنی غلطی مان لی۔

"آہو غلطی تے میری ہے' اس فون کو دکان تے ہی کھول کر دیکھ لیتا ناں کہ لاٹری ہے کہ نہیں۔"

"جو کچھ بھی ہے لیکن اس وقت نہیں ہے ان باتوں کا وقت بلکہ اب تو وقت ہے عمل کا۔" چندا نے سب کو جلدی سے چلنے پر اکسایا۔

☼ ☼ ☼
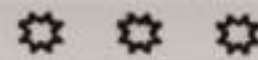
منی ٹیکسی میں سوار ہو کر تکرار ہاؤس کا یہ قافلہ اب ایک بنگلے کے بیرونی گیٹ کے سامنے کھڑا تھا۔ بیل دینے پر اندر سے ایک انسان نما چیز باہر آئی تو ضمیر بھائی نے فوراً" ہی خیر سگالی کے جذبات کے طور پر سلام لینے کے انداز میں ہاتھ آگے بڑھایا۔

"السلام و علیکم' میرا نام ضمیر ہے۔"

"چل بے کچھ نہیں چاہیے پھوٹ یہاں سے۔" اس نے دھم سے گیٹ بند کیا تو وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے سو آگے بڑھ کر علی نے بیل دی۔

"دیکھیں آپ ہمیں اندر تو آنے دیں۔"

"ہاں اب بتا کیا تکلیف ہے؟ کیا لینے آئے ہو یہاں؟"

"تکلیف؟ ارے میں تو خود ڈاکٹر ہوں' ہم تو یہاں اپنے دو لاکھ روپے لینے آئے ہیں جو ہمارے لاٹری کے ہیں۔" ضمیر بھائی نے عینک اتار کر پہلے ہاتھ میں پکڑے' پھر دوبارہ لگالی۔

"اوہ اچھا اچھا تو یہ ساری دو لاکھ والی پارٹی ہے' بڑا دلیر ہے تو ڈاکٹر۔"

"باتیں چھوڑو اور پہلے ہماری رقم نکالو۔" ضمیر بھائی بھولپن میں مارے جانے والے تھے کہ چینا کو کسی خطرے کا احساس ہوا اور اس نے ضمیر کا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"بڑا کون ہے بے تم سب میں سے؟"

"وہ... چینا تو سب سے چھوٹی ہے ویسے ہی ذرا قد بڑھ گیا ہے اور... اور ابا سب سے بڑے ہیں لیکن پتا نہیں کیوں ان کا قد رک گیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ مرضی تیرے ابا کی ہی چلے گی۔" چینا ضمیر کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے پیچھے سرکنے لگی تھی۔

"او جی کیا مطبل ہے جی آپ کا۔" ابا سینہ تان کر آگے بڑھے تو انہوں نے بندوق تان لی۔

"اب ایک تو بندے اغوا کرتا ہے اور سے تاوان لینے گھر آجاتا ہے بڈھے۔ بول' بتا اب رقم نکلوائے گا کہ بھر کس... یا کروں پولیس کو فون؟"

ابا نے دائیں بائیں دیکھا تو خود کو تنہا ہوتے پایا باقی سب آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف چل رہے تھے۔

وہ سب بھول کر گاڑی میں بیٹھ گئے' فور سیٹر کے انداز کی منی ٹیکسی میں وہ خالہ' علی اور چندا اور ضمیر بھائی اور چینا آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ خالہ نے سب کو خاموش اور بجھا بجھا محسوس کیا تو بولیں۔

"میری تو یہ سمجھ نہیں آتا کہ ہم جب بھی پیسے کمانے نکلتے ہیں ہمیشہ ذلت کما کر ہی آتے ہیں۔"

"اس لیے کہ ہم پیسے نہیں کماتے بلکہ شارٹ کٹ ڈھونڈتے ہیں' شارٹ کٹ۔" ضمیر بھائی نے ٹیکسی کو لگے

جھٹکے سے گرے اپنا چشمہ چینا کے پاؤں پر سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ارے ضمیر یہ کیا، گلے تو پڑ ہی گئے ہو اب پاؤں کیوں پڑ رہے ہو اس کے۔" خالہ سمجھیں تھیں کہ ضمیر بھائی چینا کے پاؤں پڑے ہوئے ہیں۔

"خالہ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟" چینا کو اپنے سوا کسی اور کے منہ سے ضمیر بھائی کی بے عزتی سن کر برا لگا "آپ کو بھلا کیا پتا کہ ضمیر کو تو چینا اپنے سر کا تاج سمجھتی ہے۔"

"انسان ہو انسان رہو مور کی نسل میں شامل ہونے کی کوشش نہ کرو۔" اس سے پہلے کہ خالہ کچھ اور کہتیں ان کا دھیان چندا اور علی کی طرف گیا جو یقیناً" خاموشی سے باتیں کرتے ہی جا رہے تھے۔ "علی، ہم سب ادھر Burried ہو رہے ہیں اور تم ہو کہ۔"

خالہ توبہ کریں جو منہ میں آتا ہے بول دیتی ہیں "Burried نہیں Worried"

"ارے واہ جو منہ میں آئے گا وہی تو بولوں گی ناں، تم کیا کان میں آیا ہوا بولتے ہو۔" اور عین وہی وقت تھا جب اچانک سے ٹیکسی کو جھٹکا لگا اور خالہ اور ابا کا سر ٹکرا گیا۔ ابا جو صدمے کے وجہ سے جاگتی آنکھوں کے ساتھ نیم بے ہوش سے بیٹھے تھے۔ اس ٹکڑے سے ایک دم ہوش میں آگئے اور تب دونوں دیر تک ایک دوسرے کو یوں دیکھتے رہے کہ جیسے سر نہیں بلکہ ان کے دل ٹکرا گئے ہوں۔

☼ ☼ ☼
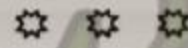
ٹکرا ہاؤس میں اتنی پریشانی تھی کہ لگتا دنبہ ذبح ہونے سے پہلے ہی مر گیا ہو۔ لیکن اب سب ہی اپنے اپنے طور پر کوشش کرنا چاہتے تھے کہ ماحول پہلے جیسا ٹکراری ہو جائے اور پھر اب تو چندا نے بھی خود علی کو آبیل مجھے مار پر عمل کرتے ہوئے گرین سگنل دکھا کر رشتہ بھیجنے کا کہا تھا۔ اور اب ڈائننگ ٹیبل کی طرف جاتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ آج تو یہ نالہ پار کر ہی لے گا۔

خالہ اور چینا کھانے کی ٹیبل پر کھانا رکھ رہی تھیں۔ جب خالہ نے مسکراتے ہوئے کم اور علی کو لگا جیسے کہ چڑاتے ہوئے زیادہ کہا۔ "آج کھانا ہم دونوں نے مل کر تیار کیا ہے۔"

"کھانا تیار کیا ہے خالہ یا دلہن؟ اصلی شکل تو سمجھ ہی نہیں آ رہی۔" ضمیر بھائی کے چہرے پر مسکینی طاری تھی اور آواز میں بھی۔

"ارے تو پہلے چکھو ناں، پھر دیکھنا۔"

"پتا ہے ضمیر۔ لذیذ کھانا بنانے میں عورتوں کا کوئی کمال نہیں ہوتا اور نہ ہی بدمزا کھانا بنانے میں ان کا کوئی قصور، کیونکہ چینا کا دعوا ہے کہ لذیذ اور مزے دار کھانا صرف اس لڑکی کے ہاتھوں سے بن سکتا ہے۔ جس کا شوہر اس سے بے پناہ پیار کرتا ہو۔ اب خود سوچو ناں کہ اگر کھانا اچھا نہ بنے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شوہر اس سے پیار ہی نہیں کرتا، بے چاری لڑکی کی اس میں کیا غلطی؟"

چینا نے اب تو بات ہی ایسی کر دی تھی کہ ضمیر چاہنے کے باوجود بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ کھانا آج بہت ہی بدمزا بنا ہے۔ سو مجبور چہرے کے تاثرات سے ایسے ظاہر کرنے لگا جیسا کہ کھانا تو بے حد لذیذ ہے حالانکہ وہ خود نہ تو یہ سمجھ پا رہا تھا کہ آج آخر اس کے سامنے موجود چیزیں کہاں سے دریافت ہوئی ہیں اور کیا ہیں اور نہ ہی دماغ اس حد تک جا رہا تھا کہ وہ عظیم مسالاجات بھی آخر ہیں کون سے جنہیں ساتھ ملا کر اس کے خلاف یہ کارروائی کی گئی۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ شوہر تھے اور انہیں بہرحال گھر کا سکون عزیز تھا تب ہی اداکاری کے برج الخلیفہ کو چھوتے ہوئے بولے۔

"واہ بھئی واہ۔ آج تو چینا مزا آ گیا کھانے میں۔"

"واقعی ضمیر۔۔۔؟" خالہ اور چینا نے حیرت کے مارے بوکھلاتے ہوئے جبکہ علی نے پریشانی سے سر کھجاتے ہوئے ان کی ذہنی حالت کے مکمل ٹھیک ہونے کی یقین دہانی کی۔

"ہاں تو اور کیا۔ آج تو دل چاہ رہا ہے کہ اپنی انگلیاں بھی چاٹتا رہوں، بھئی کیا ذائقہ تھا" "واہ خالہ مبارک ہو بہت بہت۔" چینا نے سامنے کھڑی خالہ کو پیچھے سے گلے لگا لیا تھا۔ وہ بھی خوشی میں اپنے بنیادی رنگ سے کہیں بڑھ کر گہری ہوتی دکھائی دیں۔

"ارے واہ آپی، آج تو بڑا لاڈ ہو رہا ہے خالہ سے، آخر چکر کیا ہے؟" علی نے خالہ اور چینا کے تعلقات دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

"ہاں ناں چینا لاڈ کیوں نہ کرے خالہ کے۔ آخر اتنا اچھا کھانا بنایا ہے تو اس کا تو پھر یہی مطلب ہوا ناں کہ خالہ کے ہونے والے "وہ" ان سے بہت پیار کریں گے۔"

اس بات پر ضمیر بھائی نے چونک کر چینا کو اور پھر خالہ کو دیکھا جو شرما شرما کر بے حال ہوگئی تھیں۔

"تو کیا یہ کھانا تم نے نہیں بنایا تھا؟" انہوں نے پوچھا۔
"نہیں تو۔ چینا نے تو یہ والا بنایا ہے۔" اس نے ایک اور ڈونگہ ضمیر بھائی کے آگے رکھا جس میں موجود تمام اشیاء یقینی طور پر کسی زمانے میں اپنا نام اور مقام ضرور رکھتی ہوں گی لیکن اب تو سب ہی اپنی شناخت کھو چکی تھیں۔
ضمیر بھائی کا دل چاہ رہا تھا کہ اپنا سر دیوار میں نہ ماریں بلکہ دیوار ہی سر پر دے ماریں۔
"تو یعنی اب یہ بھی چکھنا پڑے گا؟" انہوں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔
"ہاں تو اور کیا' چینا نے بنایا ہے' چکھنا تو پڑے گا۔" وہ اٹھلائی۔
"چکھنے کا اس لیے کہہ رہی ہیں کہ کھانے کی ہمت تو پتا نہیں پھر ہو گی بھی کہ نہیں۔" علی مسکرایا۔
"ویسے آپی میرے لیے کوئی آپشن اور نہیں ہے کیا؟"
"ہے ناں۔ کھاؤ یا ناں کھاؤ' بلکہ یہ کھاؤ نا چینا نے بنایا ہے۔"
"مجھے معاف کریں کیونکہ نہ تو میری ابھی شادی ہوئی ہے اور نہ ہی میں نے کسی کو اپنی محبت کا یقین دلانا ہے۔"
"ویسے ایک بات تو پکی ہے کہ اگر کھانا چولہے کے بجائے عقل سے پکتا تو کتنے ہی لوگ بے چارے بھوکے ہی رہ جاتے۔" ضمیر بھائی کے آگے کھانا پیچھے چینا تھی تب ہی بڑے ہی محتاط انداز میں بولے اور جانے کونسی نیکی کام آئی کہ علی نے چینا کی توجہ اپنی طرف کھینچی۔
"شادی تو میری اب تک ہو بھی چکی ہوتی اگر آپ میں سے کوئی سیریز ہوتا۔" ضمیر بھائی بولے۔
"ارے تو تم کو رشتہ دیتا ہی کون ہے ورنہ ہم تو ابھی اپنے پیروں پر اٹھ کر چلے جاتے۔"
"دور کیوں جائیں بھلا' میرا رشتہ لینے آپ کو کہیں نہیں جانا پڑے گا کیونکہ رشتہ گھر میں ہی موجود ہے" علی نے مسکرا کر سب کو حیران کر دیا تھا۔
"آپ جائیں اور اوپر سے رشتہ لے آئیں۔"
"یہ تم ہمیں رشتہ لینے بھیج رہے ہو کہ دہی لینے؟" ضمیر بھائی کو بیٹھے بٹھائے پتا نہیں کیوں ایک دم ہی علی سے حسد محسوس ہونے لگا تھا۔
"واہ واہ علی۔ تم نے ثابت کر دیا کہ تم چینا کے ہی بھائی ہو۔ یعنی اتنی کفایت شعاری' اتنی بچت کاش چینا تمہیں کسی کنجوس کا داماد کہہ سکتی۔"
"تو کہہ دیں ناں آپی کہہ دیں' کوئی گھڑی قبولیت کی بھی ہوتی ہے۔ ڈریں نا۔"
"ڈر تو مجھے اس وقت سے لگ رہا ہے جب یہ شادی ہو گی۔" ضمیر بھائی زبردستی کے دانشور بننا چاہ رہے تھے۔
علی بھی غصے میں آگیا۔
"آپ لوگ رشتہ لینے جاتے ہیں یا میں...."
"پیک کروا لاؤں۔" ضمیر بھائی نے شرارت سے اس کی بات کاٹی لیکن شرارت مہنگی پڑ گئی۔
"ضمیر کاش چینا تمہیں کوئی نچلے درجے کا جگت باز کہہ سکتی۔ علی چینا خود لے کر جائے گی تمہارا رشتہ' خالہ' ضمیر اور علی تم بھی آنا ہے تو آجاؤ نہیں آنا تو پھر بھی آجاؤ۔" چینا نے ہونہہ کے انداز میں گردن کو جھٹکا دیا تو ان تینوں کو اس کے پیچھے آنا ہی پڑا۔ یہ الگ بات ہے کہ علی کے علاوہ باقی دونوں کا سر دیکھ کر لگتا تھا جیسے ان کا منہ بنا ہوا ہے۔

✡ ✡ ✡

میں تو ہر روز پڑوں عشق میں مجنوں کی طرح
اور تڑپتی ہو میرے پیار میں لیلیٰ میری
اس کے ابا کو تو دنیا سے اٹھا لے یارب
لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری

چندا کے پورشن میں جانے سے پہلے اس قدر دل کا دھڑکنا تو خود علی کی سمجھ سے باہر تھا۔ پتا نہیں ابا کی طرف سے نہ ہو جانے کا خوف تھا یا پھر مذاق میں ہی ہاں ہو جانے کا ڈر اسے کچھ بھی تو سمجھ نہیں آرہا تھا۔
"کیا شادی کی صرف کارروائی شروع ہو جانے پر ہی اس قدر حواس گم ہو جاتے ہیں؟" اس نے خود سے پوچھا اور اسی پوچھ گچھ میں سیڑھیاں ختم ہو گئیں سامنے ہی ابا اپنے روایتی لباس یعنی تہبند کے ساتھ سفید کرتا پہنے ایسے بیٹھے تھے گویا کسی کے انتظار میں ہوں۔ ان سب کو باجماعت اپنے گھر آتا دیکھ کر تو جیسے انہیں بوکھلاہٹ سی ہو گئی تھی۔ ایک دم کھڑے ہو کر یوں خوشی خوشی ان کا استقبال کرنے لگے جیسے جانتے نہ ہوں پہچانتے نہ ہوں۔ خود چینا وغیرہ ان کی اس رد عمل پر بے حد حیران تھے۔
"او شاواشے۔ میں تے خود کتنے ہی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ ذرا آپ کے گھر جا کے کوئی چکر شکر لگا کے آؤں۔"
"ارے واہ' اس کا تو مطلب ہوا نا کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے بلکہ یہاں تو دل کو دل سے موٹر وے ہو چکی ہے"

ناں۔" چینا نے حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ابا کو دیکھا۔

"بس جی' آج کل تے دلوں کے ملنے کا موسم آگیا ہے نا۔" آج تو ابا کے چہرہ سنہرا ہو رہا تھا ابا اور اتنی محبت اور دھیمے انداز میں بات کریں یہ ممکن ہو تا اگر شیر کا درخت پر چڑھنا' اگر پانی مچھلیوں سے ملتا یا اگر گرمی آگ سے ختم ہوتی۔ ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا تھا لیکن پھر بھی وہ اس لہجے میں بات کر کے مسلسل حیران کر رہے تھے۔

"اچھا چلیں یہ سب باتیں تو ہوتی ہی رہیں گی' چینا کا خیال ہے کہ اتنے' بہت سارے دن تو بس ایسے ہی گزر گئے تو کیوں ناں آج ذرا آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں۔"

"آہو جی کیوں نئیں' ضرور پچھو کیا پچھنا ہے؟" ابا تو خبردار قسم کے تیار ہو کر بیٹھنے لگے تھے جبکہ علی یہاں وہاں رویت ہلال کمیٹی کے بزرگ ارکان کی طرح چاند کو یعنی اپنی چندا کو ڈھونڈ رہا تھا کیونکہ علی کا ماننا تھا کہ وہ کوئی واقعی انوکھا سا ہی لاڈلا ہو گا جو کہ کھیلنے کے لیے چاند مانگے۔ کیونکہ ایک مذکر کا دوسری مذکر چیز کے لیے اس قدر شدت سے چاہت کا اظہار کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے البتہ وہ اپنے معاملے میں اس لیے بھی قدرے مطمئن تھا کہ وہ چاند نہیں بلکہ چندا کے لیے اپنا چین داؤ پر لگانے والا ہے اور اب اس کے ابا کو لائن پر لایا جا رہا تھا تاکہ ان کی طرف سے انکار ہونے کی کوئی بھی گنجائش نہ رہے۔

"ہم نے آپ کے اور چندا کے علاوہ کبھی کسی کو دیکھا نہیں آپ کے گھر میں۔ کیا صرف۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کے کل کتنے بال بچے ہیں۔" خالہ نے بڑی ہی جھجک سے پوچھا تو ابا نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انہیں دیکھا۔

"آج تک میں نے گنے تے نئیں ہیں پر یہی کش بچے ہیں جتنے نظر آ رہے ہیں۔" خالہ نے بال بچوں کا پوچھا تھا لیکن ابا نے سر پر بچے ہوئے بالوں میں لپیٹ کر جواب دیا اور پھر خود ہی جیسے بولے۔

"تے جہاں تک بات ہے کا کے کا کیوں کی' تے فی الحال تے صرف چندا ہی ہے اب آگے فیر رب جانے تے اس کے کام' بندا وچارا کش نئیں کر سکتا۔" ابا نے ایک ایک لفظ سے امید ٹپک رہی تھی جس نے سب کو ٹھٹکنے پر مجبور کر دیا۔

"بس کیا تے کش بتاؤں کہ آج کل کس کا خیال میریاں نینداں چرا کے لے گیا ہے۔" اسی دوران چندا ابا کی بوتل

اور گلاس ٹرے میں رکھ کر لائی تو چندا اور علی ایک دوسرے کی طرف جبکہ خالہ اور ابا ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر بڑے ہی گہرے انداز میں مسکرائے۔ چینا نے بھی یہ سب دیکھا اور بولی۔

"ہاں جی' چینا اچھی طرح سمجھتی ہے کہ گھر میں جوان بیٹی ہو تو بڑوں بڑوں کی نیندیں اڑ جاتی ہیں۔" چینا کی بات پر چندا مزید شرمائی اور علی نے بھی اسے پہلے سے زیادہ گہری نظروں سے دیکھا۔

"ناں جی ناں' بس' بہت ہو گیا' اب میں نے اپنی پیاری سی بیٹی کو کیلا نئیں رہنے دینا' کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اب اس کو ایک اچھے ساتھی دی ضرورت ہے' جو دن رات ایس دا خیال رکھے' ایس دا دوست دی ہووے تے محرم وی.... تے اسی لیے میں نے بڑے دنوں دی سوچ وچار کے بعد ہی یہ فیصلہ کیا۔"

"بس جی' تے فیر علی پتر آگے کیا ارادہ ہے کرنے کا؟"

"میں کرنٹ افیرز میں ایم ایس سی کرنے کا سوچ رہا ہوں' کیونکہ سنا ہے کہ ہماری یونیورسٹی کے ایم ایس سی ڈیپارٹمنٹ میں ایسے ایسے افیرز چل رہے ہیں کہ دیکھتے ہی کرنٹ لگ جاتا ہے۔"

"آپس کی بات ہے کہ چینا نے تو اسے بہت کہا کہ ایم ایس سی کی بھلا کیا حیثیت ہے' تم نے کرنا ہی ہے تو فارن افیرز میں ایم بی اے کر لو' ایم ان اے کر لو... لیکن بس اپنی اپنی مرضی۔"

"یہ تم لوگوں نے باتیں کی ہیں کہ میرا سیاق کیا ہے؟" ابا کو مجال ہے جو ایک بھی لفظ پلے پڑا ہو اور یہی وہ لوگ چاہتے تھے کیونکہ اگر علی کے متعلق انہیں ایک بھی لفظ پلے پڑ جاتا تو وہ یقینی طور پر چندا کا رشتہ دینے سے انکار کر دیتے۔

"وہ تو سب ٹھیک ہے.... لیکن دراصل چینا اور سب چاہ رہے تھے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم اب صرف پڑوسی نہ رہیں.... بلکہ....."

"چینا یہ تم رشتہ مانگ رہی ہو کہ زکوۃ۔" ضمیر بھائی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"او جی' مناسب کیا' میں تے کہتا ہوں کہ اس سے بہترین اور کیا بات ہو گی کہ اگر ہمارا تعلق کسی نویں رشتے داری وچ بدل جائے' کیونکہ میں وی جانتا ہوں کہ بےشک گھر تم لوگوں کا چھوٹا ہے پر دل بہت بڑا ہے۔"

"ہاں ہاں بالکل' وہ چینا کا خیال تھا کہ کیوں نہ ہم سب پڑوسی کی بجائے ایک دوسرے کے رشتے دار ہی بن جائیں۔"

"واہ جی واہ... آپ نے تے میرے منہ دی بات ہی چھین لی ہے۔"

"جی آپی آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور بھلا ابا کو ہو سکتا ہے کیا اعتراض' کیونکہ انہوں نے تو سوچا ہی میری خوشی کے لیے ہے' ہے ناں ابا؟" چندا نے بڑے غرور سے ابا کو کہا۔

"آہو کو پتری کیوں نہیں... او دراصل میں نے کوشت (کوشش) تے بڑی کی تھی کہ ایس دے نال دوستوں کی طرح رہو پر یہ ہے کہ ہر وقت بٹی بن جاتی ہے... حالانکہ مجھے وی پتا ہے کہ الاد کے ساتھ دوستی ہونی چاہیے پر فیر وی یہ خود کو بڑا اکیلا محسوس کرنے لگ گئی ہے تے ایس لئی میں اب چاہتا ہوں کہ گھٹنے دو گھٹنے نہیں بلکہ اپنی بٹی کو کسی دا ایسا ساتھ ملے جو ہر وقت ایس دے ساتھ رہے... کیوں جی؟" ابا نے اپنی بات کی تائید حاصل کرنے کے لیے سب کی طرف باری باری دیکھا۔

"ہاں جی' ہاں جی کیوں نہیں' چندا کی طرف سے آپ بالکل فکر نہ کریں بس آج سے چندا کی ذمہ داری صرف ہماری۔" خالہ نے بڑے ہی پرجوش انداز میں کہا۔

ضمیر بھائی' چینا اور علی نے بھی بخوشی ان کی بات پر گردن ہلائی۔ خوشی اس بات کی بھی تھی کہ گھر میں تو خالہ جیسے بھی ری ایکٹ کر رہی تھیں لیکن یہاں آکر انہوں نے اس بات کو بالکل محسوس نہیں ہونے دیا تھا۔

"واہ جی واہ' خوش کردتا ہے آپ نے۔" مارے خوشی کے ابا کی گردن ہاتھی کے کانوں کی طرح ہلنے لگی تھی کبھی جوش سے خالہ کو دیکھتے اور کبھی ہوش سے باقی ماندہ افراد کو۔

"تے ویسے وی' جسے آپ لوگ سمجھو' تے اب چندا واقعی آپ دی ہی ذمہ داری بنتی ہے۔"

"تو پھر کیا خیال ہے یہیں رسم کرلیں۔" چینا نے جلدی سے کہا۔

"جو وی آپ سب دی مرضی' ورنہ میں تے خود نیچے آکر رشتے دی بات کرنا چاہتا تھا پر آپ سب نے تے میری مشکل آسان کردی۔"

"چلیں اب چھوڑیں بھی۔ چینا کو شرمندہ نہ کریں۔" چینا' ضمیر' خالہ' علی اور چندا سب کے چہروں پر کمال کی خوشی تھی... ایک دوسرے کو دیکھنے کا انداز بھی ایسا سراہنے والا تھا جیسے خربوزہ بہت ہی میٹھا نکل آیا ہو یا سخت بھوک میں اچانک محلے سے بریانی کی پلیٹ آگئی ہو۔

"اب فارمیلٹیز وغیرہ کو چھوڑیں اور چندا تم ادھر آؤ ناں' یہاں آکر علی کے ساتھ بیٹھو۔" چینا نے جگہ خالی کرتے ہوئے چندا کو فون کے نقطے کی طرح ایڈجسٹ کردیا اور اب سب کے بیٹھنے کی ترتیب کچھ اس طرح سے تھی کہ درمیان میں علی اور چندا جبکہ دونوں اطراف میں خالہ اور ابا بیٹھے تھے۔ چینا اور ضمیر بھائی سامنے والے صوفوں پر موجود تھے اور چونکہ انگوٹھی تو وہ لوگ لائے ہی نہیں تھے اس لیے ضمیر بھائی نے مکمل طور پر اداکاری کرتے ہوئے جیبوں کو ٹٹولا اور پھر اس انداز میں بولے کہ گویا انجانے میں بھول آئے ہوں۔

"میرا خیال ہے کہ انگوٹھی تو لائے نہیں' جانے کہاں رکھ دی میں نے... کیوں ناں آج صرف مٹھائی سے کام چلا کر منہ میٹھا کرلیا جائے؟"

"مٹھائی دی کیا ضرورت ہے ادی ادی چچی چینی سے منہ میٹھا کرلیتے ہیں' تے باقی رہ گئی بات انگوٹھی دی' تے اس دی فکر نہ کرو' کیونکہ انگوٹھی تے میں ہر وقت ہی آج کل اپنی جیب وچ رکھتا ہوں کہ کیا پتا' کب' کسے' کہاں دینی پڑ جائے۔"

"کیا ہی بات ہے' بھئی واہ..." ضمیر بھائی نے ان کی دور اندیشی کو سراہا۔

"باپ ہو تو ایسا' یعنی اس قدر مکمل منصوبہ بنائے بیٹھے تھے چندا کی خوشیوں کے لیے اور چینا تو بس خوامخواہ ہی ڈرتی رہی آنے سے کہ کہیں آپ کو برا نہ لگ جائے... کیوں علی؟" چینا خوشی کے مارے بھی ابا کو دیکھتی تو کبھی علی کو اور علی کو چونکہ آج موقع کے حساب سے بولنے کی پہلے کی طرح آزادی نہ تھی' اس لیے مختصراً" تائید کرکے ابا کی طرف ہی متوجہ رہا جو اب جیب سے انگوٹھی نکال رہے تھے۔ چندا اور چندا کے بالکل ساتھ بیٹھی خالہ بھی انگوٹھی دیکھنے کی منتظر تھیں کہ ابا چندا کی طرف انگوٹھی بڑھاتے ہوئے بولے۔

"میری پتری چندا دی تنہائی دور کرنے کے لیے اور ایس میری پتری دے سارے دکھ سکھ بانٹ کے' ہر وقت ایس نوں خوش رکھنے کے لیے مینوں بڑی سخت امید ہے کہ ساری حیاتی۔"

انگوٹھی کیونکہ ابا نے بنوائی تھی اس لیے چندا کا خیال تھا کہ وہ علی کو پہنائے گی اور پھر وہی انگوٹھی علی اپنی انگلی سے اتار کر چندا کو پہنا دے گا' اسی امید میں چندا ابا کے ہاتھ سے انگوٹھی لینے کی ہی منتظر تھی کہ ابا انگوٹھی اس کے قریب لا کر دینے کے بجائے پھر وہاں سے اٹھے اور بالکل سامنے جا کر گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے بڑے ہی شرمیلے انداز میں ساتھ بیٹھی خالہ کا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی انہیں پہناتے ہوئے اپنی بات مکمل کرنے لگے۔

"میں تے آپ کرکٹ تے سٹے' سیاستدان تے کرپشن' عوام تے مسیل (مسائل) دی طرح اک دوجے لئی لازم تے ملزوم رہیں گے۔"

ابا کا عمل اتنا غیر متوقع تھا کہ اب تک سبھی حیران پریشان تھے اور کسی کو بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس موقع پر کس طرح کا ردعمل ظاہر کیا جائے.... البتہ ابا کی منگیتر یعنی خالہ سب سے پہلے ہوش میں آ کر اب مسکرانے لگی تھیں۔ خوشی کا یہ عالم تھا کہ ان کا بس چلتا تو ابا کو بھنگڑے میں مصروف کر کے خود لڈیاں ڈالنے لگتیں۔ چندا حیرت سے کبھی ابا اور کبھی بہت جلد بننے والی اماں کو دیکھتی' باقی افراد شاید شرمندگی میں مبتلا تھے اس لیے بولا نہیں جا رہا تھا۔ سو ابا دوبارہ سے بولے۔

"میری پتری مجھے بڑی مید (امید) ہے کہ تیری زندگی میں' میں نے جس ساتھی کا اضافہ کیا ہے وہ تیری ہر کمی کو پورا کر دے گی۔ جیسے وٹامنوں کی ٹکیاں کرتی ہیں۔" پھر خالہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"کیوں جی' میری پتری کی ماں' دوست' بہن' دکھ سکھ دی ساتھی بن کے ایس نوں ضرور خوش رکھنا.... تے جے کدی ٹیم مل جائے تے میری طرف دی کوئی دھیان شیان مار لینا۔" بات کا آخری حصہ ابا نے قدرے شرماتے ہوئے آہستگی سے خالہ کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو وہ بھی دونوں کندھے سکیڑتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر شرم سے دوہری ہو گئیں۔

چینا اور ضمیر ایک دوسرے کو بڑی ہی بے بسی سے دیکھتے ہوئے اس عظیم و عجیب کایا پلٹ پر اس قدر پریشان تھے کہ لگتا الفاظ کسی برتنوں کے ڈھیر میں چائے کے چمچہ کی طرح گم ہو گئے ہوں۔ ادھر خالہ اور ابا کی اشارے بازیاں آنکھوں ہی آنکھوں میں جاری تھیں رومانٹک ہوتے ہوئے ابا علی کو اس دلہن کی طرح لگ رہے تھے جو کسی طریقے ہیروئن کو حاصل کر لینے کے بعد اپنی جلا دینے والی مسکراہٹ سے اس کے ارد گرد چکر لگا رہا ہو۔

میری ہم درس میری بات ذرا غور سے سن
قبل اس کے کہ تیری ماں میری ماں تک پہنچے
میں کسی طور اب شادی کا نہیں ہوں قائل
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے !!!

علی نے بکھ بھی کہنے سننے کی زحمت سے بچنے کے لیے موبائل پر ہی یہ پیغام ٹائپ کر کے ساتھ بیٹھی چندا کے سامنے کر دیا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی' فوراً" کھڑا ہو کر بولا۔

"آپ کیا خیال ہے چلیں یا شادی بھی ابھی ہی کرنی ہے؟"

"نہیں نہیں' وہ چینا تو خود بس اب جانے ہی والی تھی' کیوں ضمیر؟"

"اب بیٹھنے کے لیے رہا ہی کیا ہے' میرا بھی یہی خیال ہے کہ بس اب چلتے ہیں۔" ضمیر بھائی کے کھڑے ہونے کا انداز ایسا تھا جیسا کوئی مڈل کلاس شخص الیکشن میں کھڑا ہو رہا ہو۔

"خالہ چلیں...." علی نے چندا کو جاتے جاتے ایسے دیکھا جیسے نہانے کے دوران شیمپو لگانے کے بعد پانی ختم ہو جانے والے نل کو دیکھا ہو۔ خود چندا کا بھی حال کچھ مختلف نہ تھا' افسوس اس قدر تھا کہ لگتا خاص مہمانوں کی آمد پر سالن کا اکلوتا ڈونگا ہی ہاتھ سے سلپ ہو کر نیچے جا گرا ہو۔

"او جی.... آپ مسوس نہ کردتے ان کو کش دیر کے لیے ایس دی ہونے والی بیٹی چندا دے پاس چھوڑ جاؤ' پوری زندگی اکٹھی گزارنی ہے ناں' تے چلو کش ناں کش اک دوجے دے بارے وچ جان پچھان کرلیں.... ویسے وی کیا پتا چندا دا کتنا دل کر رہا ہو گا' اس بندے نال باتیں کرنے کا جو کش ای دنوں دے اندر اندر اس دی ماں بننے والی ہو۔" ابا نے مونچھیں مروڑنے کے انداز میں موٹر سائیکل کی اسپیڈ بڑھانے کے طریقے کو انوالو کیا اور خالہ پر نظریں جماتے ہوئے بایاں ابرو اٹھا کر دائیں آنکھ کا کونا ہلکا سا بند کرنے ہی والے تھے کہ انہیں ہوش آ گیا اور لگا کہ یہ انداز ضرورت سے اور حقیقت سے بڑھ کر انہیں گھٹیا ظاہر کرے گا لہٰذا بند ہوتی آنکھ ہی مسل دی۔

"ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے' ہاں البتہ خالہ کو یقیناً" اچھا نہیں لگے گا' اس لیے میرا خیال ہے ابھی تو چلتے

ہیں۔ چندا پھر کسی وقت خالہ سے مل لے گی۔۔۔ تفصیلاً"۔
ضمیر بھائی نے چینا کی حمایت اور تائیدی نظروں کے زیر سائے اپنی بات مکمل کی۔۔۔ تو خالہ نے ایک نظر نہیں دیکھا اور پھر ابا کی طرف دیکھ کر دوبارہ انہیں سے مخاطب ہوئیں۔

"میرا خیال ہے کہ تم لوگ جاؤ' میں تھوڑی دیر تک آجاؤں گی۔۔۔ وہ دراصل موقع ایسا ہے ناں کہ وہ۔۔۔ شاید چندا کا دل چاہ رہا ہو مجھ سے اکیلے میں کچھ باتیں کرنے کا۔۔۔ پھر چندا کے ابا مجھے گھر تک چھوڑ جائیں گے۔۔۔ کیوں جی' آپ مجھے چھوڑ دیں گے؟" خالہ کی بات پر ضمیر بھائی اور چینا آپی نے ایک دوسرے کو دیکھا جبکہ ابا خالہ کی بات کو تو دل پر ہی لے گئے تھے۔ فوراً" بولے۔

"توبا (توبہ) کرو جی توبا' میں نے آپ کو انگوٹھی چھوٹی دے واسطے تے نئیں پہنائی' ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنے کے لیے پہنائی ہے۔" خالہ سر جھکا کر شرمائیں۔

"تے جس وقت نیچے جانا ہوناں' تے یہ انگوٹھی اتار کر مجھے دے جانا' میں کدرے سنبھال شنبھال کے رکھ دوں گا ناں۔"

علی سے ان دونوں کی یہ نازک مزاجیاں برداشت نہیں ہو رہی تھیں۔ سو بغیر کچھ کہے سیڑھیاں اتر کر نیچے چلا گیا۔
چینا اور ضمیر بھائی نے بھی کباب میں ہڈی بننے کے بجائے وہاں سے چلے جانا ہی مناسب سمجھا تو چندا بھی اپنے کمرے میں نظر بند ہونے کی نیت سے بند ہو گئی۔ اسے ابا سے ہرگز بھی یہ امید نہیں تھی کہ وہ اسے شادی کا جھانسہ دے کر خود اپنی منگنی کر کے بیٹھ جائیں گے اور پھر جب کافی دیر تک چندا اسی متعلق سوچتی رہی تو خیال آیا کہ ابا نے تو آج تک یہ کہا ہی نہیں تھا کہ وہ اس کی اور علی کی شادی کر رہے ہیں یہ سب تو وہ سمجھی تھی' لیکن خیر جو بھی ہوا اب اسے ہر حال میں اپنے لیے خود ہی کچھ کرنا ہو گا' لیکن کیا؟ اس بارے میں سوچتے سوچتے ایک دم ہی اس کے ذہن میں ایسا زوردار جھماکا ہوا کہ لگا چلتے چلتے رکشے کا ٹائر پھٹ گیا ہو۔۔۔ مگر ہاں فرق تھا تو بس اتنا کہ ذہن میں ہونے والے اس جھماکے پر وہ خوش بے حد تھی کہ اب نہ تو علی کو منانا مشکل ہو گا نہ اسے اپنانا!

☆ ☆ ☆

"اوجی۔۔۔ ویسے آپ خوش تے ہوناں؟" ابا نے خالہ کو انگلی میں انگوٹھی گھماتے دیکھ کر پوچھا تو انہوں نے بس مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"مجھے تے پہلے ای پتا تھا کہ آپ کو انگوٹھی ملنے کی بڑی خوشی ہو گی۔" وہ بھی ہاتھ مسلتے ہوئے خالہ کے قریب بیٹھ کر مسکراتے ہوئے بولے۔

"جی بالکل۔۔۔ جیسے آپ خوش ہوں۔" خالہ نے بڑی ہی ادا سے نظر اٹھا کر ابا کو دیکھا تو وہ اپنا ذہنی توازن برقرار نہ رکھ پائے اور بولے۔

"ہائے اوئے' قسمے ایسیاں نظراں نال تے نہ دیکھیا کرو' ورنہ میں آپ دے بغیر اک منٹ وی نئیں رہ سکوں گا۔"

"ہاں تو اب آپ کو ایک بھی منٹ مجھ سے دور رہنے بھی نہیں دیا جائے گا۔" خالہ اٹھلا کر بولیں۔

"پھر شادی دے بعد کش دن تے آپ نوں میرے بغیر رہنا اے پڑے گاناں۔"

"کچھ دن' لیکن کیوں؟"

"دراصل' پتا ہے ناں کہ آج کل منگیائی (مہنگائی) کتنی زیادہ ہے' دو بندیاں دا تے بہت خرچہ وی ہو جاتا ہے' تے ایس لیے میں نے سوچیا ہے کہ شادی دے بعد کیلا (اکیلا) ہی جا کے ہنی مون منا آوں گا۔"

"کیا۔۔۔؟" خالہ نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"آہو جی' نیا زمانہ ہے ناں تے ہنی مون آج کل بڑا ضروری ہو گیا ہے۔۔۔ تے فیر جا کے پتا ہے میں نے آپ دے لیے کونسا گانا گانا ہے؟" خالہ نے عالم حیرت میں کچھ بولنے کے بجائے صرف آنکھوں سے یہی سوال کیا کہ کونسا گانا گانا ہے؟ تو ابا دھیرے دھیرے ان کی طرف سرکتے اور اپنا تہبند سنبھالتے ہوئے انتہائی رومانٹک انداز اپنا کر ناک کے رستے آواز فضا میں بکھیرتے ہوئے گنگنانے لگے۔

میں تے میرا دلبر جانی
بلیاں تے پیار کہانی
ساواں وچ آیا ہے طوفان
موسم ہوا اے بے ایمان

(آخری قسط آئندہ ماہ ملاحظہ فرمائیں)

☆ ☆